



جہات

پاکستان اور اسلامی نظامِ معیشت

مُحَمَّدٌ هُوَ رُسُلِي عَلَى رُسُولِيهِ الْكَرِيمِ آمَّا بَعْدُ !
 ”سہ ماہی منہاج“ کا اسلامی معیشت نمبر پیش کرتے ہوئے مجھے مسرت اور غم دونوں ایک ساتھ محسوس ہوئے ہیں۔

”مسرت“ کی وجہ تو یہ ہے کہ مرکز تحقیق کو وقت کے اس اہم ترین مسئلے پر ملک کے نامور علماء اور ماہرین کے ”افکار“ پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے، جو یقیناً بہت بڑی سعادت ہے۔

جبکہ ”غم“ کا باعث یہ ہے کہ یہ خصوصی شمارہ جس شخصیت کے فکر کا مظہر اور جس ہستی کے خواب کی تعبیر ہے وہ آج ہمارے اندر موجود نہیں ہے۔ میری مراد سہ ماہی منہاج کے بانی مولانا سید محمد متین ہاشمی صاحب۔ قدس سرہ سے ہے جنہیں آج بھی مرحوم لکھتے ہوئے ہاتھ کانپتے ہیں۔ مرحوم نے یہ کہ صرف اس شمارے کا بنیادی تصور پیش کیا بلکہ اس کا بنیادی خاکہ بھی بنایا اور اس کے لیے مقالہ نگاروں کا بھی انتخاب کیا۔ مگر افسوس آج وہ ہمارے اندر موجود نہیں ہیں، اور انہیں اس خصوصی نمبر کی اشاعت کا موقعہ نہ مل سکا مگر مجھے یقین ہے کہ اپنے خواب کی اس تعبیر پر، ان کی روح عالم بالا میں ضرور خوش ہو رہی ہوگی۔

ہم یہاں کچھ عرض کرنے سے پیشتر مولانا مرحوم کا وہ اقتباس نقل کرنا مناسب سمجھتے ہیں جو انہوں نے ڈاکٹر نور محمد غفاری کی کتاب ”سرمایہ دارانہ نظامِ انشورنس اور اسلام کا نظامِ کفالت عامہ“ کے مقدمہ میں تحریر فرمایا ہے۔ مولانا لکھتے ہیں :

عہدِ جدید کو عہدِ معاشیات کہا جاتا ہے ان معنوں میں کہ عصرِ حاضر میں جتنے انقلابات

ممالکِ عالم میں رونا ہونے اکثر و بیشتر ان کی اساس معاشی تھی فیوڈلزم FUDALISM کا نظام شکست و ریخت کا شکار ہوا۔ بادشاہتیں نصبت ہوئیں اور ذرائع معاش میں وسعت پیدا ہوئی۔ نئی ایجادات ہوئیں، سائنس نے ترقی کی، کارخانے قائم ہوئے، ریل و رسائل ابلاغ عامہ کے سلسلے وسعت پذیر ہوئے، برسوں کے سفر منتوں میں طے ہونے لگے۔ لاسکی ذرائع ظاہر ہوئے پھر الیکٹرک کا دور آگیا اور آج پوری دنیا ایک کنبہ کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ ان تمام ترقیات کو سرمایہ دارانہ نظام نے جنم دیا اور پھر پورے تحفظ فراہم کیا لیکن اگر بغور جائزہ لیا جائے تو پتہ چلے گا کہ سرمایہ دارانہ نظام دراصل ظالم ترین استحصالی نظام ہے جس نے طبقاتِ جنم دیے اور صرف افراد ہی کو نہیں بلکہ ملکوں کو جبر و استصال کا شکار بنایا۔ ایسی فضا میں فطرت انسانی کے مطابق حدود و عناد کا پیدا ہونا ضروری تھا، کیونکہ ایک طبقہ ائیر کڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ کر حکم دیتا تھا ائیر کڈیشنڈ کمروں میں سفر کرتا تھا، اپنے بچوں کو بھی نہیں بلکہ اپنے کتوں کو بھی بہترین رزق اور تحفظ فراہم کرتا تھا اور محنت کش طبقہ ٹوٹے پھوٹے جھونپڑوں میں زندگی بسر کرتا تھا، کتے کیک کھاتے تھے، اور محنت کش طبقہ کے بچے روٹی کے ایک ایک ٹکڑے کو ترستے تھے۔ ان کی پرورش کچر بھری نالیوں کے کپڑوں کی طرح ہوتی تھی، تعلیم سے وہ محروم تھے۔ انصاف انہیں میسر نہ تھا جہانی صحت کا ان کے لیے کوئی نظام نہ تھا۔ لہذا لازماً اس کا رد عمل ہونا تھا اور وہ رد عمل اشتراکیت کی شکل میں ہوا۔ اشتراکیت نے بڑے خوش کن نعرے لگائے اور اس کے جھنڈے کے نیچے پیسے ہوئے عوام اکٹھا ہو گئے۔ پھر کارل مارکس کے فلسفے نے دنیا میں انقلاب برپا کر دیا۔ کروڑوں انسان مارے گئے۔ طبقاتی کش مکش شروع ہو گئی۔ سرمایہ دارانہ نظام کا سینہ تقریباً غرقاب ہو گیا۔ بستی بستی اور نگر نگر میں کسانوں اور مزدوروں کی تنظیمیں قائم ہوئیں جنہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اب اقتدار محنت کش طبقہ کے ہاتھ میں ہوگا محنت کشوں کی ریائیں نہیں اور عوام سنہری جال میں گرفتار ہو گئے۔ فکر پر پہرے بٹھا دیے گئے، آزادی اظہارِ چین کی گئی مسیحاں اور گرجاؤں کو کلب گھروں اور ناچ گھروں میں تبدیل کر دیا گیا۔ مذہب کو افیون قرار دیا گیا اخلاقی قدروں کو فرسودہ روایات قرار دے کر کیسے پامال کر دیا گیا لیکن بقول علامہ اقبال

زمام کار اگر مزدور کے ہاتھوں میں ہو پھر کیا
 طریق کوہ کن میں بھی وہی جیسے ہیں پرویزی
 گوربا چوف کا دور آتے ہی الحمد للہ کہ کمیونزم کا تیا پانچا ہو گیا اور اب لینن کے بت
 جو روس کے چور استوں پر ستر برس سے نصب تھے ڈھائے اور گر گئے جارہے ہیں کمیونزم
 کے حامیوں کو اس کی حقیقت کا پتہ چل گیا ہے مختصر یہ کہ سرمایہ دارانہ نظام اور اشتراکیت
 دونوں شکست کھا گئے ہیں اب دنیا میں کوئی ایسا نظام نہیں ہے جو طبقاتی کش مکش کو دور کرے
 اور عوام کی معاشی فلاح کا ضامن بنے۔ اب ساری دنیا کی نگاہیں اسلام کی طرف لگی ہوئی
 ہیں۔ اقبال نے اس کا ایک ہی حل بتایا ہے۔

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مرد مسلمان
 اللہ کرے تجھ کو عطا جدت کردار
 جو حرف ”قل العفو“ میں پوشیدہ ہے اتنا

اس دور میں شاید وہ حقیقت ہو مودار
 سرمایہ دارانہ نظام معیشت نے نوع انسانی کو اخلاقی اعتبار برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ جلب
 منفعت کے تقاضے اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ انسان انسان کے خون تک کا پیاسا ہو گیا ہے یہ
 بات اظہر من الشمس ہے کہ یہ نظام انسانیت کو دومرتبہ بھیانک ترین جنگوں میں دھکیل چکا ہے اور
 اب بھی جہاں کہیں جنگ کے بادل منڈلاتے ہیں اس کی تہ میں اسی سرمایہ دارانہ ہوس کاری کا عمل دخل ہوتا
 ہے چنانچہ پوری دنیا ایسے نظام معیشت جس میں جائز و ناجائز اور حلال و حرام کی تمیز نہ ہو، سنے لالہ ہے
 اور ایک ایسے نظام معیشت کی تلاش میں ہے جو انسانی قدروں کے موافق ہو۔

اشتراکی نظام معیشت سوویت یونین کی شکست و ریخت کے ساتھ ہی اپنے منطقی انجام تک پہنچ رہا
 ہے اب وہ مسلمان ملک جو کسی نہ کسی حد تک ان دونوں معاشی نظاموں سے متاثر تھے ان میں
 اسلامی نظام معیشت کو اپنانے کی فکر پیدا ہو رہی ہے۔ اگرچہ یہ فکر ابھی تحریک کی شکل نہیں اختیار کر سکی

اور ابھی تک کام فکری بنیادوں پر ہی ہو سکا ہے علی طور پر ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے تاہم یہ بات بھی اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے خوش آئند ہے۔

جہاں تک پاکستان میں اسلامی نظام معیشت کے اجراء کا تعلق ہے تو یہاں اس سلسلے میں چند ایک عملی اقدام بھی کئے گئے ہیں مثلاً زکوٰۃ و عشر کے نظام کا احیاء۔ نفع نقصان میں اشتراک کی بنیاد پر بینکاری۔ مضاربہ کمپنیوں کا اجراء۔ بیت المال کا قیام وغیرہ۔

ان اقدامات میں سے عشر زکوٰۃ کا نظام تقریباً ناکامی کے دہانے پر کھڑا ہے اور اس میں اصلاح کے لیے کوئی قدم نہیں اٹھایا جا رہا۔ اس کا غلط استعمال لوگوں میں اس نظام سے متعلق بدگمانیاں پیدا کر رہا ہے۔ اس تجربے میں جو خطا کے پہلو سامنے آ رہے ہیں ان کو درست کرنے کی بڑی شدید ضرورت ہے ورنہ یہ اسلامی نظام معیشت کو ناکام کرنے کی سازش کے مترادف ہوگا۔

بیت المال کا قیام بہت اچھا اقدام ہے لیکن اس میں جو غور طلب چیز ہے وہ بیت المال کے ذرائع آمدن کا مسئلہ ہے اسلامی حکومت کے بیت المال سے زکوٰۃ و عشر الگ نہیں رکھے جاسکتے البتہ دیگر ذرائع آمدن بھی بیت المال میں جمع ہوتے ہیں جو اپنے اپنے طے شدہ مصارف میں صرف ہوتے ہیں۔ بیت المال کی حیثیت اسٹیٹ بینک کی سی ہے۔ جبکہ یہاں بیت المال کو صرف کچھ رقم دے کر اسے سوسائٹی کے معروضے چند افراد کی جزوی کفالت کی ذمہ داری سونپی گئی ہے جو کئی بھی طرح اسلامی حکومت کے بیت المال کے فرائض ادا نہیں کر سکتا۔

پی۔ ایل۔ ایس اکاؤنٹ پر ملکی رسائل میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور یہ بات اب طشت از بام ہے کہ مارک اپ اور مارک ڈاؤن سود سے پاک صورت کاروبار نہیں ہے۔ اور یہ اسلامی مضاربہ و شراکت کی کسی صورت پر منطبق نہیں ہوتا۔ ایک بات جو اسلامی نظام معیشت میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ سرمایہ اور محنت مساوی حقوق رکھتے ہیں بلکہ محنت کو ایک درجہ فوقیت حاصل ہے جبکہ بینک جمع شدہ سرمایہ پر کوئی محنت نہیں کرتا نہ تو اس سے خود فیکٹری لگاتا ہے اور نہ خود تجارت کرتا ہے بلکہ حفاظت اصل زرباع طے شدہ نسبت نفع پر آگے کسی کے حوالے کر دیتا ہے جو صرف بگاڑ سود ہے۔

معاشیات کو اسلامی سانچے میں ڈھلنے کے لیے پاکستان میں اب تک نظری اور فکری

بنیادوں پر بہت کام ہو چکا ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ کے علاوہ اس موضوع پر متعدد کتب طبع ہو چکی ہیں۔ رسائل و جرائد میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے منہاج کا یہ شمار بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ وفاقی شرعی عدالت کا مربوط فیصلہ اس بات کا منظر ہے کہ پاکستان کے عوام میں سود کی لعنت سے چھٹکارا پانے اور اسلامی نظام معیشت کی ارزو کس قدر شدید ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ اب عملی اقدام کی طرف فوری توجہ دی جائے اور سود اور دیگر تمام غیر اسلامی طریقہ ہائے تجارت کو فی الفور کالعدم قرار دے دیا جائے اس میں کچھ شبہ نہیں کہ اس راستے میں بعض دشواریاں پیدا ہوں گی لیکن یہ تمام دشواریاں اس دشواری سے بہر حال کم ہی ہوں گی جو ہم اللہ تعالیٰ سے برسرِ پیکار رہ کر اٹھائے ہوئے ہیں۔

درمیانِ نزلِ یلیٰ کہ خطر با ست بجاں
شرطِ اول قدم آنست کہ مجنوں باشی

غلامِ حسین